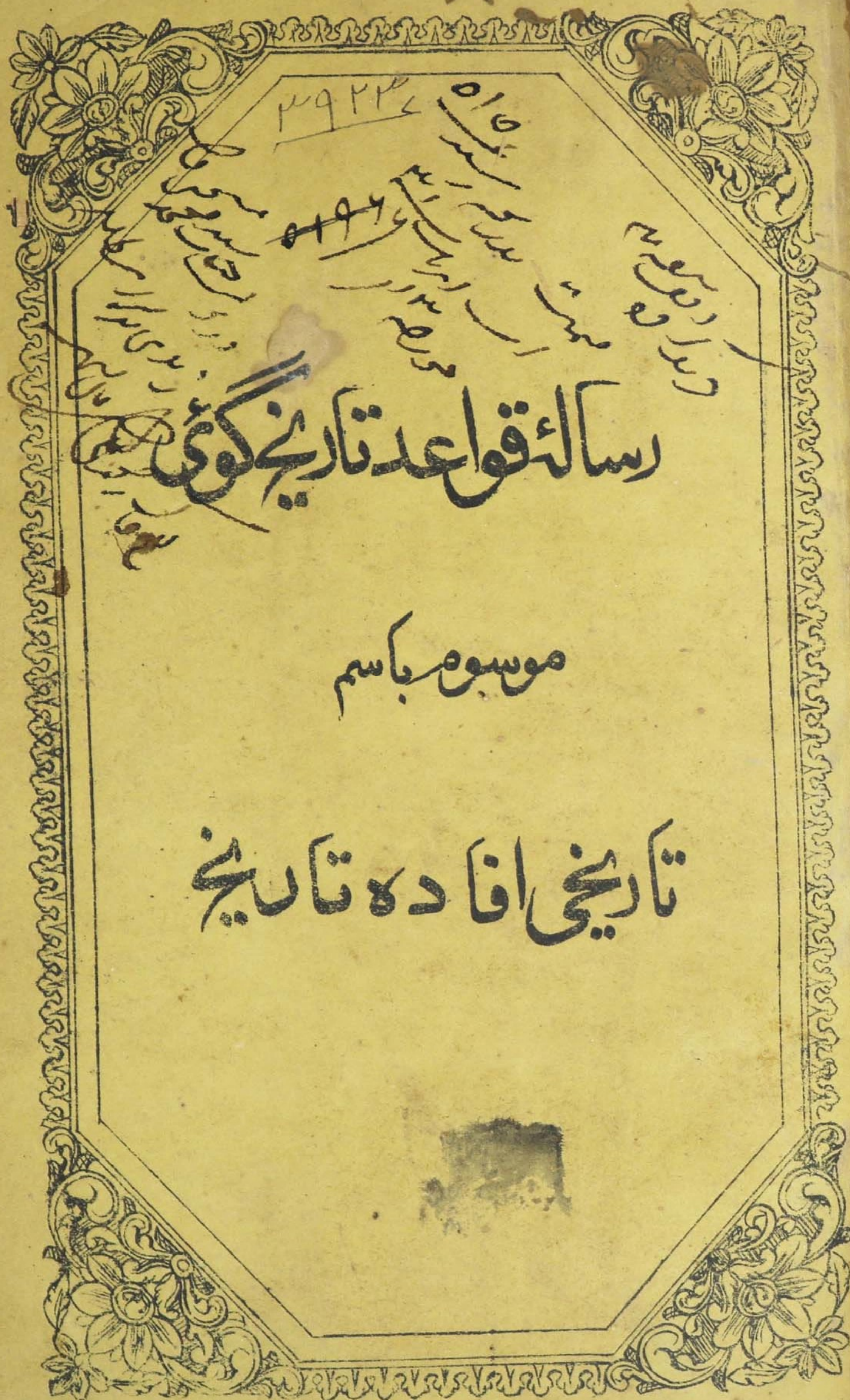


رسالۂ قواعد تاریخ گوئی

موسوم باسم

تاریخی افادہ تاریخ

ماشاء الله و لا قوة الا بالله

الحمد لله و المنة که این نسخهٔ نایاب و رساله افادت انتساب متضمن رساله قواعد تاریخ گوئی

موسوم باسم تاریخی

افادۂ تاریخ

۱۳۰۲ھ

از تصنیفات جناب محقق دوران علامهٔ زمان استاد شاعران اهل کمال حکیم سید ضامن علی صاحب جلال لکھنوی

در مطبع جعفری واقع لکھنو باهتمام مولوی مرزا محمد علی صاحب طبع شد



الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد وآلہ اجمعین وعلی اہلہ المعصومین
الطیبین الطاہرین بعد اسکے عرض کرتا ہے ہیچمدان کج مج بیان خوشہ چین خرمن
اہل سخن نابلد کوچہ ہر علم وفن کمترین بندگان ایزد متعال ننگ سخنوران ماضی
وحال حکیم سید ضامن علی جلال لکھنوی کہ جو کہ آجتک کوئی رسالہ قواعد
تاریخ گوئی وشرح اقسام تاریخ مین اس شرح وبسط کے ساتھ کہ مورخ یعنی تاریخ گوکو
قواعد وقوانین تاریخ گوئی مے آگاہی دینے کے لیئے کافی ووافی ہوجاتا نہین
لکھا گیا اور بعض احباب کو بھی اس امر مین نہایت مصر پایا علی الخصوص ہیچمدان
کے ایک قدردان کرمفرماے بیکران جناب سید علی عبد القادر شمس القادری المدعو
بہ شاہ مرشد علی صاحب الحنفی البغدادی اصلا والمیدنی فوری مولدا عاصی تخلص مقیم
کلکتہ سلمہ ربہ نے کہ ادعای شاگردی ہیچمدان بھی فرماتے ہین کمال اصرار فرمایا ناچار حسبِ قدر

کہ اس ہیچمدان کو قواعد مذکورہ سے آگاہی و اطلاع نہی اور جو کچھ اپنے اساتذہ محقق
سے اس باب مین بپایۂ تحقیق کو پہونچا تھا بقید قلم لایا اور بنا اس رسالہ مختصرہ کی
ایک مقدمہ اور تین باب اور ایک خاتمہ پر کہ وہ بھی مشتمل چند فائدون پر ہے
قائم کی جاتی ہے اور نام تاریخی اس رسالہ کے آغاز تالیف کا مادۂ التاریخ
اور ختم تالیف کا افادۂ تاریخ رکھا جاتا ہے۔ وہو الموفق والمستعان

مقدمہ

جاننا چاہیئے کہ تاریخ لغت مین کسی چیز کے وقت کے ظاہر کرنے کو کہتے ہین اور
مورخین یعنی تاریخ گویون کی اصطلاح مین کسی امر عظیم اور واقعۂ قدیم و مشہور
مانند کسی بادشاہ کی سلطنت یا کسی فتنہ و فساد و جنگ و کارزار یا شادی و مرگ
یا بناے عمارت و باغ وغیرہ دیگر سوانح روزگار کی ابتدا کی مدت کے تعین کرنے کو
بولتے ہین اور جب تاریخ لغوی و اصطلاحی دونون کی تعریف بیان ہو چکے تو
اب تاریخ گو کو یہ بھی جاننا چاہیے کہ تاریخ کی جو ایک قسم معنوی ہے جسکا بیان
انشاء اللہ تعالے آگے بڑھکر ہوگا اوسمین بحث اعداد حروف سے کیجاتی ہے
پس آگاہ ہونا چاہیے کہ تاریخ مین حروف مکتوبی کا اعتبار کیا جاتا ہے حروف
ملفوظی معتبر نہین ہوتی یعنی جو حرف کتابت مین آے اوسکے عدد لیے جاتے
ہین اور جو فقط بولا جاے کتابت مین نہ آئے اوسکے عدد نہین لیے جاتے
بخلاف عروض کے کہ عروضی کے نزدیک تقطیع مین حروف ملفوظی معتبر ہوتے ہین

مکتوبی کا اعتبار نہین کیا جاتا مثلاً کتابت عربی مین جو الف بعد واو جمع کے لکھا
جاتا ہے جیسے واو آمنوا وغیرہ کے بعد یا لفظ انا کے آخر مین بدون حالت وقف
کے آتا ہے یا الف وصل جو اثناے کلمات مین متصل بیکدیگر آجاتا ہے جیسے
واقتلوہم مین اور واو کہ اسم عمرو بالفتح کے آخر مین لکھتے ہین پس یہ سب الف اور
واو تاریخ مین ضرور لیے جاینگے اور مثلاً فارسی مین بھی الف وصل کا اور واو عطف
کا جو دو کلمون کے درمیان مین لکھا جاتا ہے اور بقید نظم اکثر تلفظ مین نہین آتا
جیسے تن از تو اور دل و جان مین پس تاریخ مین اس الف اور واو کا بھی محسوب
کرنا ضرور چاہیے اور ہے کہ لفظ کہ (بوزن فعولن) و چہ و نہ (بوزن فعو) کے آخر مین لکھی جاتی ہے اور
تلفظ مین نہین آتی اور واو جو لفظ دو و تو و چو وغیرہ کے آخر مین لکھا جاتا ہے
اور تلفظ مین نہین آتا ان حروف کا بھی تاریخ مین محسوب کرنا ضرور چاہیے
اور مثلاً کلمات ہندی مین بھی جو ہا و یاے مخلوط التلفظ اور واو و نون مخلوط التلفظ
آگے ہین جیسے اُجار اجھار بگھار اور سیان گیان دھیان اور راوبال
اوگال اور مانگ سانگ وغیرہ مین یہ بھی تاریخ مین محسوب ہونگے اور مثلاً
عربی مین الف اللہ کا بعد لام کے اور سموات کا بعد میم کے اور اسحق کا بعد حا کے
اور ہہنا کا بعد ہاے اول کے جو ملفوظ ہوتا ہے اور واو لہ کا اور یٰ یہ کے جو بعد
ہا کے ظاہر ہوتی ہے اور تنوین کا نون اور حرف مشدد سے جو دوسرا حرف پیدا
ہوتا ہے انمین سے کوئی حرف تاریخ مین نہین لیا جاتا اسواسطے کہ مکتوب نہین ہے

تو پس تاریخ وفات نواب آصف الدولہ بہادر مرحوم مین جو کسی بزرگ نے فرمائی ہے
ع ہہنا روح وریحان وجنات النعیم ٭ اور اس مین الف ہہنا کا جو بعد ہاے
اول کے تلفظ مین آتا ہی اوسکا بھی ایک عدد لے لیا ہے یہ ہرگز درست نہوگا
اور فارسی مین بھی الف ممدودہ جیسے لفظ آب وآمد مین پایا جاتا ہے اور تشدید
راے لفظ آرّہ وبُرّان ومُحرّم وفرّخ وغیرہ سے جو دوسرے ری پیدا ہوتی ہے
یہ حرف تاریخ مین نہ محسوب ہونگے اسلیے کہ کتابت مین نہین آتی اور ہندی مین
بھی الف ممدودہ جیسے لفظ آپ اور آگ مین آتا ہے تاریخ مین نہ محسوب ہوگا
اور جب یہ بھی معلوم ہوچکا کہ تاریخ مین ان حروف کا اعتبار کیا جاتا ہے اور
یہ حروف معتبر نہین ہوتی تو اب طریقہ تاریخ کہنے کا بیان کیا جاتا ہے کہ کلمہ یا کلام
یا فقرہ نثر یا مصرع نظم یا ایک بیت یا چند ابیات کو مورخ بفکر وغورو تامل مادہ تاریخ
کا قرار دے مگر شرط یہ ہے کہ جس لفظ یا جن الفاظ کو مادہ تاریخ کا قرار دے وہ
بامعنی ہون بےمعنی ومہمل نہون اور وہ الفاظ کچھ مناسبت بھی ضرور رکھتے ہون
اوس واقعہ سے جسکے تاریخ مورخ کو کہنا منظور ہے تاکہ سامع بھی سمجھ جاوے کہ
یہ تاریخ فلان امر کی ہے کیونکہ اگر الفاظ مادہ تاریخ کی مہمل وبےمعنی ہونگے یا
کچھ مناسبت اپنے واقعہ سے نرکھتے ہونگے تو اوسپر اطلاق تاریخ کا کسیطرح
نہ کیا جائیگا جیسا کہ اکثر اشخاص الفاظ مہمل وبےمعنی اور الفاظ غیر مناسب سے
کسی واقعہ کی تاریخ پیدا کرتی ہین پس یہ درست نہین اور ناجائز محض ہے

کیونکہ سامع کسیطرح مادہ تاریخ سے نہین سمجھ سکتا کہ یہ فلان واقعہ کی تاریخ ہے
چنانچہ ایک بزرگ نے مؤلف کے دیوان اول کی طبع کی تاریخ غرق فرمائی تھی
مؤلف نے بسبب اوسکی مہملیت کے اپنے دیوان مین اوسے داخل نہ کیا یا کسی
بزرگ نے کسی مسجد لکھنؤ کی بنا کی تاریخ لفظ تاریخ مین کہی نکالی تھی اور وہ یہ ہے
ع شنیدم فائق از خورشید و مریخ * کہ تاریخ بناے اوست تاریخ یا کسی
نے کسی کی وفات کی تاریخ فی زماننا لفظ اقتضا مین نکالی ہے ع کہد و فقط
مشیت خالق کا اقتضا * پس ملاحظہ ہو کہ کجا طبع دیوان کا سال اور کجا لفظ
غرق اور کہان مسجد کی بنا کی سنین اور کہان کلمہ تاریخ اور کہان وقت ارتحال
اور کہان لفظ اقتضا پس ان تینون تاریخون کے الفاظ کو کسیطرح کی مناسبت اپنے
واقعہ سے غور فرمائیے تو ہرگز نہین ہے اور اسطرح کی تاریخون کو تاریخ ہرگز ہو مؤلف
ہیچمدان کی رائے ناقص مین نہ کہینگے فافہم پس اگر شعر تاریخ محض الفاظ
مادہ تاریخ کے ہونگے اوسکو تاریخ صوری کہینگے کہ گویا ظاہر اوسکا شعر تاریخ
ہے اور اگر اعداد جملہ حروف مظہر تاریخ کے ہونگے جس سن کے مظہر ہون خواہ سنہ
موسوی خواہ سنہ عیسوی خواہ سنہ ہجری خواہ سنہ فصلی وغیرہ اور اون سب
اعداد کو یکجا کرنے سے تاریخ پیدا ہو گی اوس تاریخ کو معنوی کہینگے کہ گویا
باطن اوسکا مظہر تاریخ ہے اور اگر الفاظ اور اعداد حروف دونون اظہار تاریخ
مین شامل ہونگے اوس تاریخ کو ہم صوری وہم معنوی قرار دینگے پس

بحسب استقرای تمام تین قسمین تاریخ مصطلحے کی قرار پائی ہین ایک صوری دوسری معنوی تیسری صوری و معنوی فقط باب پہلا تاریخ صوری کے بیان مین لیعنے جسمین صرف الفاظ شعر تاریخ پر ہوتے ہین یعنی ذکر سال و ماہ و روز واقعہ کا اوسمین ہوتا ہے اور اعداد حروف سے کچھ سروکار نہین ہوتا مثال اوسکی جیسے شیخ سعدی علیہ الرحمہ نے تالیف کتاب گلستان کی تاریخ کہی ہے ۵ دران مدت کہ ما را وقت خوش بود ٭ ز ہجرت شش صد و پنجاہ و شش بود ٭ یا جیسے کسی اور نے قدماءمین سے یہ تاریخ شاہ تیمور کی ولادت و خروج و وفات کی کہی ہے رباعی سلطان تیمور کہ مثل او شاہ نبود ٭ در ہفتصد و سی و نہ در آمد بوجود ٭ در ہفتصد و ہفتاد و یک کرد خروج ٭ در ہشتصد و ہفت کرد عالم بدرود ٭ منقول از قلزم ہفتم کتاب ہفت قلزم باب دوسرا تاریخ معنوی کے بیان مین یعنی جسمین محض اعداد حروف مظہر تاریخ ہوتے ہین اور فقط سال واقعہ اون اعداد سے پیدا ہوتا ہے اور الفاظ سے کچھ بحث نہین ہوتی البتہ الفاظ کا با معنی ہونا اور اپنے واقعہ سے کسی قدر مناسبت رکھنا شرط ہے اور یہ تین قسم پر ہے سالم الاعداد - زائد الاعداد - ناقص الاعداد - سالم الاعداد اوس تاریخ کو کہتے ہین جسکے اعداد پورے ہون کم زیادہ نہون مثال اوسکی جیسے نواب آصف الدولہ بہادر مرحوم کے انتقال کی تاریخ کسی نے خوب کہی ۱۲۱۲

کہ ایک کلمہ مین ہے یا جیسے شیخ ناسخ مرحوم استاذ الاستاذ نے مؤلف کے
اپنے دیوان دوم کی ترتیب کی تاریخ کہ پریشانی آمدورفت الہ آباد مین فرمائی ہے
دفتر پریشان یا کسی کے دو فرزندون کی وفات کی تاریخ فرمائی ہی
داغ جگر و داغ دگر کہ ایک نے ایک سال مین وفات کی تہی اور دوسرے نے
دوسرے سال مین یا مؤلف نے اپنے ولی نعمے نواب محمد کلب علیخان صاحب
بہادر خسرو خسروان دام اقبالہم کے دیوان غم کے طبع کی تاریخ کہی ہے۔
دفتر خوبی کہ یہ سب تاریخین دو دو لفظون مین یعنے کلام مین پائی جاتی
ہین یا جیسے مولف نے ایک شاعر کے ختم دیوان کی تاریخ کہی ہے آئینہ
معشوق سخن کہ یہ فقرہ نثر مین ہے یا جیسے غنی کشمیری نے ابوطالب کلیم
کی وفات کی تاریخ کہی ہے ؎ گفت تاریخ وفاتِ او غنی ؛ طور معنی بود
روشن از کلیم ؛ یا جناب شیخ ناسخ مرحوم نے مرزا غازی الدین حیدر بہادر
بادشاہ لکہنو کے جلوس فرمانے کی اور نواب معتمد الدولہ بہادر کے وزیر
ہونے کی تاریخ فرمائی ہے۔ ؎ تاریخ سعید کرد ناسخ تحریر ؛ شد سکندر
وزیر ارسطاطالس ؛ یا استاد اول مؤلف میر علی اوسط رشک مرحوم نے
اپنے استاد جناب شیخ ناسخ مغفور کے انتقال کی تاریخ فرمائی ہے۔ قطعہ
مقتدای من و استاد من و قبلۂ من ؛ حیف گردید تہ خاک نہان واویلا
رشک تاریخ پئے لوح مزارش گفتم ؛ مرقد ناسخ اعجاز بیان واویلا

یا استاد دوم مؤلف کے مرزا برق مغفور کتخدائی پسر واجد علی شاہ بہادر
اعاداللہ ملکہ وسلطنتہ کی تاریخ فرماتے ہین - ع کہ خداداد سلیمان جہان
رابلقیس ؛ یا مؤلف نے اپنے ولی النعمی خسرو خسروان اعلیٰ حضرت نواب محمد
کلب علیخان صاحب بہادر دام اقبالہم کی مسند نشینی اور دیوان دوم کی
طبع کی تاریخ کہی ہے - ع جلوہ فرمودہ بسر مسند اقبال وحشم ؛ ع
گوہر زیب دہ گوش سخن ؛ یا مؤلف نے نواب ضیاء الدین احمد خان صاحب
بہادر رئیس دہلوی نیر تخلص کی وفات کی تاریخ کہی ہے ع دہلی کا بجھا
چراغ اے آہ ؛ کہ یہ سب تاریخین ایک ایک مصرع نظم مین ہین اور یہ قسم تاریخ
کی اکثر فی زماننا ایک مصرع ہے مین کہی جاتی ہے اور بیشتر پورے مصرع
مین ہوتی ہے اور اولی تر یہی ہے کہ پورے مصرع مین ہو اور الفاظ مصرع
کے بے تکلف ہون اور بھرتی کے لفظ کم ہون بلکہ نہون تو بہتر ہے - اور
یہ قسم یعنی سالم الاعداد اگرچہ اپنے اور دونون قسمون سے بہتر وخوب تر ہے
اور بجاے خود بھی اک صنعت ہے لیکن اساتذہ نے اسمین چند تکلفات
وصنائع دیگر کو بھی دخل دیا ہے چنانچہ ایک اونمین سے صنعت منقوطہ ہی
یعنے صنعت معجمہ اور وہ یہ ہے کہ حروف منقوطہ مین تاریخ نکالی جاے
چنانچہ مؤلف کی ایک شاگرد دانش تخلص نے مؤلف کے رسالہ کار آمد شعرا کی
طبع کی تاریخ جو بحث تذکیر وتانیث مین ہے اسی صنعت مین کہی ہے -

ہ دلکش شدہ این نسخہ کہ موصوف چو مطبوع ٭ در معجمہ تاریخ شدہ فیض جلال ست ٭ دوسری صنعت غیر منقوطہ ہے یعنی صنعت مہملہ اور وہ یہ ہی کہ حروف غیر منقوطہ مین تاریخ پیدا ہو چنانچہ مؤلف کی ایک شاگرد رفعت تخلص نے مؤلف کے دیوان اول کے طبع کی تاریخ اسی صنعت مین کہی ہے کلام حضرت استاد باکمال چھپا٭ تمام خلق ہو روشن قمر گر اسکو کہہ٭ دماغ جان ہو معطر وہ ہی گل خوشبو٭ ہی زیب باغ سخن کا شجر گر اسکو کہہ٭ عجیب مہملہ مین نکلی سال اے رفعت ٭ سرور ہر دل ہوا لاگہر گر اسکو کہہ ٭ تیسری صنعت بینات ہی اور وہ یہ ہے کہ بینات جنسے حروف ملفوظی مراد ہین ۱۳۰۰ھ یعنے حروف باطنی ہر حرف کے لیکر تاریخ پیدا کرین اور زبر یعنی حروف ملتوبی کو ترک کردین چنانچہ با تا ثا حا خا را زا طا ظا فا ہا یا مین آ — اور جیم مین ی م اور دال ذال مین آ — ل اور سین شین مین — ی ن اور صاد ضاد مین آ — د اور عین غین مین ی ن اور قاف کاف مین آ ف اور لام مین آ م اور میم مین ی م اور نون مین و ن اور واو مین آ و بینات ہوئی ہیں اور بینات کو اسم کہتے ہین اور زبر یعنی متین کو مسمے چنانچہ ایک شاعر نے مؤلف کے دیوان اول کے طبع کی تاریخ اسی صنعت مین کہی ہے ہ سال تاریخ بخش محقق زدور قم در بینات ٭ نظم دلکش راحت افزا جان فزا و باوقار ہے ۱۳۰۰ھ ٭ چوتھی صنعت یہ ہی کہ زبر اور بینات یعنی مسمے اور اسم حروف دونون کے

اعداد لیکر تاریخ نکالتے ہین جیسے مؤلف کے ایک شاگرد یاس تخلص نے مؤلف
کے دیوان اول کے ختم کی تاریخ اسی صنعت مین کہی ہے - ع سالش
بہ زبر و بیّنات است ؛ دیوان جلال باکمال این ؛ مگر اسمین یہ شرط
ضرور ہے کہ جسطرح زبر بتمامہ الفاظ تاریخ مین محسوب ہوتے ہین اوسیطرح
بیّنات بھی بتمامہ لیے جائین یہ جائز نہین کہ بعض بیّنات کو لے لین
اور بعض کو ترک کرین جیسا کہ مرزا سلامت علی دبیر مغفور مرثیہ گوے مشہور
نے میر ببر علی انیس مرثیہ گوے مرحوم کے وفات کی تاریخ زبر و بینات
مین فرمائی ہے اور وہ یہ ہے ع - طور سینا بے کلیم اللہ منبر بے انیس
اور یہی کیا ہے کہ بعض بینات کو اخذ کیا ہے اور بعض بینات کو ترک
پس یہ مؤلف ہیچمدان کے نزدیک کسیطرح جائز نہین ہے اساتذہ مین
سے ایسا کبھی کسی نے نہین کیا اور ایک صورت بینات مین تاریخ پیدا
کرنے کی یہ بھی ہے کہ کسی لفظ کی زبر کے اعداد سے کسی لفظ کے بینات
کے اعداد کو برابر کرین جیسے کسی نے شاہ عباس کے اعداد سے کہ بحساب
زبر ۴۳۹ ہوتے ہین خلد اللہ ملکہ کے بیّنات کو مساوی کیا ہی یعنے
خا کا آ لام کی ام دال کی ال الف کی لف لام کی ام لام کی ام ہا کا آ میم
کی یم لام کے ام کاف کی اف ہا کا آ جو لی لیجئے تو ان سب کے اعداد
برابر اعداد زبر شاہ عباس کے ہوتے ہین - یا جیسے فیضی نے اعداد زبر سے

اکبر بادشاہ کی اعداد بینات آفتاب کے برابر کیے ہین - رباعی

نوریکہ زمہر عالم آرا پیدا است ٭ از جبہہ شاہنشہ والا پیدا است ٭
اکبر کہ ز آفتاب دارد نسبت ٭ این نکتہ ز بینات اسما پیدا است ٭

یعنی اعداد اکبر کے کہ بحساب زبر ۲۰۲۳ ہوتے تھے پس جسوقت آفتاب سے دونون الف اسمی لے لیے گئے اور دونون الف مسمائے ترک کردیے گئے دو لف باقی رہے پس دو لف کے اعداد دو سو بیس ہوے بعد اُسکے بینات فا و تا و با کی کہ تین ہوتے ہین اونکے تین عدد لیے گئے پس مجموع اعداد بینات آفتاب کے ۲۰۲۳ ہوے اور وہ برابر اعداد زبر اکبر کے ہو گئے فافہم - پانچوین صورت تبکلف تاریخ نکالنے کی بہ تعداد حروف ہی اور اوسکا طریقہ یہ ہے کہ کوئی لفظ مناسب واقعہ کے لین اور اوس لفظ کے حروف کے اعداد بترتیب درجات اعداد لکھین یعنی حرف اول کے عدد مرتبہ آحاد مین اور حرف دوم کے عدد مرتبہ عشرات مین اور حرف سوم کے عدد مرتبہ مآت مین اور حرف چہارم کے عدد مرتبہ الوف مین لکھین جیسے کسی نے لفظ طوبا کے حروف کے عدد بترتیب درجات لکھکر کسی کے باغ کی تاریخ نکالی ہے کہ بارہ سو اونہتر ۱۲۶۹ھ ہوتے ہین ورنہ حروف طوبا کے عدد اگر بترتیب درجات اعداد نہ لکھے جاوین تو صرف اٹھارہ عدد ہونگے اسیطرح اور کسی نے لفظ ڈوبا کے حروف کے عدد

بترتیب درجات اعداد لکھکر کسی کے غرق ہوجانے کی تاریخ نکالی ہے کہ
بارہ سو[۱۲] چونسٹھ ۱۲۶۴ھ ہوتے ہین - چھٹی صورت تاریخ کی بتکلف ایجاد
کرنے کے یہ ہے کہ کسی لفظ مناسب واقعہ سے کوئی حرف لے لین اور
اوس حرف کے عدد در عدد لیکر اوسیطرح بترتیب درجات اعداد لکھکر
تاریخ پیدا کرین جیسے شیخ ناسخ مغفور کی یہ تاریخ مشہور ہے ؎ فتاد
حکیم از مراتب ٭ تاریخ بطرز نو رقم کن ٭ از جاے حکیم ہشت برگیر
٭ مرتبہ بنصف نصف کم کن ٭ یعنے لفظ حکیم کی ح لی لیجئے تو اوس سے
آٹھ عدد حاصل ہونگے اور اونکو مرتبہ آحاد مین لکھدیجئے پھر بنصف
اونمین سے کم کردیجئے تو چار رہجائینگے اونکو مرتبہ عشرات مین لکھدیجئے
پھر اون چار کی تنصیف کیجئے تو دو رہجائینگے اونکو مرتبہ مآت مین ثبت
کیجئے پھر اون دو کو نصف کیجئے ایک رہجائیگا اوسکو مرتبہ الوف مین لکھیئے
اسطور پر تو بارہ سو اڑتالیس ۱۲۴۸ ہوتے ہین اور یہی سال ہے اوس واقعہ کا
جسکی تاریخ شیخ ناسخ مرحوم نے نکالی ہے اور یہ تکلف عمدہ تکلفات تاریخ
سے ہے اور شیخ عبد الجلیل بلگرامی مرحوم نے بھی فتح ستارہ گڑھ کی
تاریخ جو سنہ یکہزار و یکصد و یازدہ ہجری مین واقع ہوئی تھی کہی ہے
قطعہ تاریخ - چو شاہ ابہام زیر خنصر آورد ٭ بورد اسم اعظم در شمارہ
ز انگشتان شہ بر تد ابہام ٭ برابر چار الف کردم نظارہ ٭ مؤلف کی

رائے ناقص مین یہ صورت بھی صورت مذکورۃ الصدر مین داخل ہے کہ یہان بھی وہی صورت رقمی اعداد بترتیب درجات معتبر ہے یعنی اوسکے اونگلیون سے استعارہ چار الف کا کرکے چار عدد اس طور پر لیے ہین کہ ایک مرتبہ آحاد مین دوسرا مرتبہ عشرات مین تیسرا مرتبہ مآت مین چوتھا مرتبہ الوف مین قرار دیا جائے یعنے اسطور پر ۱۱۱۱ تو ۱۱۱۱ ہو جاتے ہین ساتوان طریقہ تبکلف تاریخ پیدا کرنے کا یہ ہے کہ الفاظ مادہ تاریخ مین جو حروف متحرک ہون فقط اونمین تاریخ نکلے چنانچہ مؤلف کی ایک شاگرد تمیز تخلص نے مؤلف کے رسالہ کار آمد شعر اسکے طبع کی تاریخ اسی صنعت مین نکالی ہے قطعہ مرے اُستاد نے حقیقت مین ٭ یہ رسالہ لکھا عجیب غریب ٭ فکر تاریخ اے تمیز جو کی ٭ مادہ لگیا عجیب غریب ٭ متحرک حروف کو جو لیا ٭ ہوئی تاریخ کیا عجیب غریب ٭ ۱۲۹۳ سنہ آٹھوان تکلف یہ ہے کہ الفاظ مادہ تاریخ مین جو حرف ساکن ہون اونمین تاریخ نکلے نوین صورت یہ ہے کہ کسی اور کے کلام غیر تاریخی مشہور کو اپنا کلام کرکے اوسمین تاریخ نکالیے جیسے شیخ ناسخ مغفور نے شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے اس مصرع مین ۔ ع اے بسا آرزو کہ خاک شدہ ٭ تاریخ وفات مرزا غازی الدین حیدر بہادر بادشاہ لکھنو کی نکالی ہے کہ ۱۲۴۳ سنہ مین اسمین پیدا ہوتے ہین الحاصل ایسے تکلفات وصنائع تاریخ معنوی

بہت سے ممکن الوقوع ہین کہ اونکا حصر ناممکن ہی فقط زائد الاعداد اور
تاریخ سے مراد ہے کہ مادہ تاریخ مین کچھ عدد حساب سے زیادہ ہوتے
ہون پس مورخ تاریخ کے پورا کرنے کے لیئے اون اعداد زائد کا تخرجہ
معمی کے طور پر کرے یعنے کوئی لفظ ہم عدد اون اعداد زائد کا کہ مناسب
مقام ہو تجویز کرے اور مادۂ تاریخ مین سے اوس لفظ کے خارج کردینے کا
اشعار کرے مثال اوسکی جیسے یہ تاریخ مشہور ہے قتل سید الشہدا علیہ السلام
کی کہ ۶۱ھ ہجری مین قتل مذکور واقع ہوا تھا اور اس تاریخ کو منسوب
مولوی روم علیہ الرحمہ کی طرف کرتے ہین ؎ سن چگویم کربلا را واقعات
آہ بیرون آمدہ از اسم ذات ۔ کہ لفظ اللہ کہ اسم ذات ہی پس
مادۂ تاریخ ہے اور اسمین چھ عدد زیادہ ہوتے تھے پس مورخ نے
لفظ آہ کو لیکر کہ اسکے بھی چھ عدد تھے اور مناسب مقام بھی تھا اللہ مین
سے خارج کردیا یعنے الف وہا کو نکالڈالا تاریخ پوری ہو گئی یعنے ۶۰ عدد
دو لامون کے باقی رہگئے اور یہ بھی تاریخ اسی واقعہ کی اور اسی قسم کی ہے
اور اسکو بھی لوگ منسوب مولوی روم علیہ الرحمہ کی طرف کرتے ہین ع
سر دین را برید بے دینی ۔ کہ مادہ تاریخ لفظ دین ہے اور اسمین
چار عدد زیادہ ہوتے تھے پس مورخ نے سر دین یعنے حرف د کو جدا
کردیا تاریخ پوری ہو گئی یعنے ۶۰ عدد ی اور ن کے باقی رہگئے

ایک تاریخ اور اسی واقعہ کی مشہور ہے اور اسی قسم کی ہے لا ادری
ع بنی بیدل شدہ در ماتم او ٭ کہ لفظ بنی جب بیدل ہو گیا یعنے ب
بنی مین سے نکل گئی تو تاریخ پوری ہو گئی ایک تاریخ اور اسی واقعہ کی
گوش زد مؤلف ہے کہ وہ بھی اسی قسم کی ہے کہ بعد تخرجہ اعداد زائد کے
جو کچھ باقی رہتا ہے اوسکے زبر اور بینات دونون مین تاریخ پیدا ہوتی
اور وہ یہ ہے ؎ سر حسین بن برید - فافہم یا جیسے یہ تاریخ مشہور کسی کی
ع زظلمت خانہ بیرون کن مگس را ٭ یا یہ تاریخ معروف کیسکی - ع
از حوض لطیف آب بردار ٭ کہ یہ بھی دونون تاریخین اسی قسم کی ہین -
یا جیسے یہ تاریخ وفات شیخ عبد الحی حیاتی تخلص خلف شیخ جمالی دہلوی
کے کہ سید شاہ میرک جو اولاد سید شریف جرجانی سے تھے اونکی کہی ہوئی
ہے قطعہ نادر العصر شیخ عبد الحی ٭ کہ بوصفش مر از بان نبود ٭
وقت نزعش بسر رسیدم من ٭ گفتم اے چون تو در جہان نبود ٭ سال
تاریخ خویش خود فرما ٭ کہ جز او ورد در زبان نبود ٭ گفت تاریخ من بود
نامم ٭ بندہ وقتیکہ درمیان نبود ٭ شیخ عبد الحی مادہ تاریخ تھا اومین
لفظ عبد کی عدد زیادہ ہوتے تھے پس اوسکا فارسی مین مرادف جو
لفظ بندہ تھا اوسکو مادہ تاریخ سے نکالا تا تاریخ پوری ہو گئی یعنے
٩٠٥٩ باقی رہگئے فافہم - یا جیسے شیخ ناسخ مغفور کی یہ تاریخ قطعہ

دزد در خانۂ تاریخ چو زد ۂ نقب امشب ؛ نہ زر و سیم نہ بد مس خجل آمد بیرون ؛

بہر تاریخ مسیحی چو بریدم سر دزد ؛ دزد از خانۂ مفلس خجل آمد بیرون ؛

کہ اسی قسم مین داخل ہے تبنیہہ اور یہ طریقہ تخرجہ اعداد کا جو اس تاریخ مین شاہ نصیر مرحوم دہلوی کے پایا جاتا ہے قطعہ تاریخ بشب عرس حضرت محبوب ؛ میر باقر علی چو گشت شہید ؛ بے شش و پنج گفتم این تاریخ ؛ ہر کہ او را بکشت بود یزید ؛ منقول از تذکرۂ آب حیات مطبوعہ مولفہ مولوی محمد حسین صاحب دہلوی سلمہ آزاد تخلص از حاشیہ صفحہ ۲۵ ہ و صفحہ ۴۲۶ ہ - مؤلف ہیچمدان کے عندیہ مین ناجائز و نادرست ہے کیونکہ بے شش و پنج گفتن مقولہ مورخ کا ٹھہرا تخرجہ اعداد زائد کا مادہ تاریخ مین سے نہ ٹھہرا فتامل اور قطع نظر اسکے مورخین ثقات کی تاریخون مین یہ طریقہ تخرجہ اعداد زائد کا پایا بھی نہین گیا اور لبعضون نے اس قسم کی تاریخ کا نام تعمیہ خارجی بھی رکھا ہے اور یہ جو لبعضون نے اس قسم کو باسم تخرجہ محض موسوم کیا ہے یہ تسمیہ غلط ہے ہان تعمیہ با تخرجہ کہتے تو درست تھا کسواسطے کہ تعمیہ مجازاً بمعنی معما گفتن لغت مین آگیا ہے کذا فی غیاث اللغات پس یہ معما گفتن کو تخرجہ اعداد و تدخلہ اعداد دونون شامل ہین فافہم - ناقص الاعداد اوس تاریخ سے عبارت ہے کہ مادہ تاریخ مین کچھ عدد کم ہوتے ہون پس مورخ تاریخ کے پورا کرنے کے لیے

اون اعداد کا تدخلہ تعمیہ کے طور پر کرے یعنے کوئی لفظ ہم عدد اون اعداد
کا کہ مناسب مقام ہو لیکر مادہ تاریخ مین اوس لفظ کے داخل کرنے کا اشارہ
کرے مثال اوسکی جیسے یہ تاریخ مؤلف کے اُستاد دوم مرزا محمد رضا برق
مغفور کے قطعہ درمکان مرزا حسن صاحب چو حوضے ساختند ❊ شد
برائے ہر نمازی بیگمان خیر العمل ❊ سال تاریخش بطور تعمیہ گفتم رضا
لطف نو با آب دارد حوض قصر بے بدل ❊ کہ مادہ تاریخ حوض قصر
۱۲۵۲ھ
بے بدل ہے پس اسمین تین کم ہوتے تھے مورخ نے لفظ آب کو کہ
اسکے بھی تین عدد ہوتے تھے اور مناسب مقام بھی تھا داخل مادہ تاریخ
کردیا تاریخ پوری ہوگئی یعنے ۱۲۵۵ھ ہوگئی کہ یہی سنین مورخ کو مقصود
تھی اور بعضون نے اس قسم تاریخ کا نام تعمیہ داخلی بھی رکھا ہے
تنبیہہ اور طریقہ تدخلہ اعداد کا جیسے اس تاریخ مین ہے ؎ گفت
قائلی بادو حرف حزن و دل ❊ گشت زین العابدین واصل بحق ❊
یا اس تاریخ مین وله ؎ سال تاریخ تولد گفت عقل ❊ انکہ عزت
کہ برخوردار باد ❊ یا اس تاریخ مین مرزا اسد اللہ خان غالب دہلوی
مغفور کی رحلت نواب میر جعفر علیخان مرحوم کی ہے رباعی گردید نہان
مہر جہان تاب دریغ ❊ شد تیرہ جہان بچشم احباب دریغ ❊ این واقعہ
را ز روی زاری غالب ❊ تاریخ رقم کرد کہ نواب دریغ ❊ یا اس تاریخ مین

کہ ولادت فرزند نواب میر غلام بابا خان کی ہے قطعہ میر بابا یافت
فرزندے کہ ماہِ چاردہ ٭ بر فراز لوح گردون گردۂ تمثال اوست ٭ فرخی
بینی ویابے بہرہ از ناز و طرب ٭ از سر ناز و طرب فرزند فرخ سال اوست
اول از صفحۂ ۷۔ و دوم از صفحہ ۳۰۔ کتاب اردوے معلای مطبوعہ مؤلفہ
حضرت غالب دہلوی مرحوم مؤلف ہیچمدان کے نزدیک ناجائز و نادرست
ہے اسواسطے کہ یہ اشارہ تدخلہ اعداد کا مادۂ تاریخ مین نہ ٹھہرا بلکہ مقولہ
مورخ ٹھہرا کہ مورخ نے یا دو حرف حزن دل لینے محزون ہوکر اسطرح کہا
کہ گشت زین العابدین داصل بحق یا او سر بہجت لینی خوش ہوکر یون کہا
کہ برخوردار باد یا از روی ہزارے کہا کہ نواب دریغ یا او سر ناز و طرب
کہا کہ فرزند فرخ فافہم اور ایک قسم تاریخ کی اور ہے کہ اگرچہ جداگانہ ہے
لیکن قسم تاریخ زائد الاعداد و ناقص الاعداد مین داخل ہے لینے تعمیہ
باتخرجہ و تعمیہ باتدخلہ دونون کو شامل ہے مثال اوسکی جیسے یہ تاریخ مشہور
نعمت خان عالی کی۔ قطعہ بوالحسن ٭ داشت جا بچار محل ٭ بدرش کرد
زان سیان تقدیر ٭ او چو برخاستہ بجاش نشست ٭ شاہ اورنگ زیب
عالمگیر ٭ مادۂ تاریخ لفظ چار محل ہے اوسکے ۲۸۲ عدد ہوتے تھے
پس اسمین سے مورخ نے بوالحسن کو کہ اوسکے ۱۵۷ عدد ہوتے ہین
خارج کیا اب رہگئے مادہ تاریخ کے ۱۱۵ عدد وانمین شاہ اورنگ زیب

عالمگیر کے عدد کہ ۲۷ ۹ - ہوتے ہین داخل کر دیئے پس تاریخ لتعمیہ
باتخرجہ وتعمیۂ باتدخلہ دونون کو شامل ہوگئی اور ۱۰۸۶ھ حاصل ہوے
پس یہی سنین مورخ کو مقصود تھے - باب تیسرا قسم تاریخ
ہم صوری وہم معنوی کے بیان مین - تاریخ صوری و معنوی
اوسے کہتے ہین جسکے ظاہر و باطن دونون تاریخ ہونے پر دلالت کرین
یعنے الفاظ بھی مشعر تاریخ پر ہون اور اعداد حروف بھی یعنی ذکر سال
و ماہ و روز واقعہ بھی اوسمین ہو اور اعداد حروف بہی بحساب ابجد اوس
سال پر دلالت کرین جسمین وہ واقعہ ہوا ہے مثال اوسکی جیسے یہ
تاریخ اُستاد اول مؤلف جناب میر علی اوسط رشک مرحوم کی ہے
ع مُرد سبحان علیخان قائل ؛ بیک الف و دو صد و شصت و چہار
یا جیسے یہ تاریخ شیخ ناسخ مغفور کی کہ کسیکی وفات کی ہے ع طبع
ناسخ سال تاریخ وفات ؛ گفت بست و هفتم ماه رجب ؛ وله ایضاً
ع دوشنبہ پنجم ذی حجہ ابےواے ؛ وله ایضاً ع حیف روز
اول ذیقعدہ بود ؛ یا جیسے اُستاد دوم مؤلف مرزا محمد رضا برق مغفور
مخاطب بہ فتح الدولہ بہادر کی یہ دو تاریخین وفات مرزا نصیر الدین حیدر
بہادر و محمد علی شاہ بادشاہان لکھنو کی ع دہ سال و پنج روز حکومت نمود
شہ ؛ ع دہ روز و پنج سال حکومت نمودہ شہ ؛ اور ایک قسم تاریخ

صوری و معنوی کی یہ ہے کہ جسمین بجاے ذکر سال و ماہ و روز ذکر اسما و صفات و امراض وغیرہ کا کیا جائے چنانچہ جناب میر علی اوسط رشک مغفور اپنے والد ماجد مرحوم کے انتقال کی تاریخ فرماتے ہین ؎ این صوری و معنوی نوشتم تاریخ ٭ سید سلمان واے وفاضل ہے ہی، ۱۲۴۴ھ الیضاً ولہ ؎ یہ ہوئی انتقال کی تاریخ ٭ نوجوان خوشنویس سید ہاے ٭ ۱۲۳۸ھ الیضاً ولہ ؎ سروش مصرع تاریخ انتقال نوشت فقیہہ و عابد و زاہد طبیب وفاضل آہ ٭ ۱۲۳۸ھ الیضاً ولہ ؎ مُرد از سرطان و ذات الجنب واویلاہ واے ٭ الیضاً ولہ ع مرد نسیم زہیضہ ہے ہی ۱۲۴۷ء

خاتمہ مشتمل ہے چند فائدون پر - فائدہ لفظ اللہ کے چھیاسٹھ عدد لینا چاہیے اس لیے کہ اس لفظ مین ایک الف اور دو لام اور ایک ہی ملفوظی ہے موافق اس مصرع مشہور کے ع اللہ بود یک الف وہا و دو لام + اور دوسرا الف جو بعد لام کے تلفظ مین آتا ہے وہ معتبر نکیا جائیگا کیونکہ تاریخ مین حروف مکتوبی معتبر ہوتے ہین حروف ملفوظی کا اعتبار نہین کیا جاتا - تنبیہہ اگر کوئی اعتراض کرے کہ اللہ کا لام مشدد ہے اور دوسرا لام بسبب تشدید کے پیدا ہوتا ہے یعنی ملفوظی ہے پس اسکا اعتبار تاریخ مین کیون کیا گیا اور اسکے عدد کیون لیے گئے جواب اسکا یہ ہے کہ دوسرا لام باعتبار تلفظ کے اللہ مین نہین لیا جاتا بلکہ

باعتبار کتابت کے لیا جاتا ہے کہ مکتوبی ہے یعنے بعد لام کے جو ایک شوشہ
سا رسم الخط عربی مین لکھدیا جاتا ہے اور رسم الخط فارسی مین بھی اگر غور
کیا جائے تو وہ شوشہ ہوتا ہے لیکن بہت مختصر سا اوسکو دوسرا لام تقدیر
کرلیا ہے گویا للہ سمجھ لیا ہے اور اگر معترض یہ کہے کہ شوشۂ مذکورہ اوس الف
کے علامت ہے جو بعد لام کے ہے جواب اسکا یہ ہے کہ اس امر کی تصریح متقدمین
مین کردے گئی ہے کہ وہ الف جو بعد لام کے ہے مکتوبی نہین ہے ملفوظی
جیساکہ معیار الاشعار مین محقق طوسی علیہ الرحمہ نے بھی لکھدیا ہے ۔ من
اراد التحقیق فلیرجع الیہ پس شوشۂ مذکورہ بجز دوسری لام کے اور کوئی حرف
نہین تصور کیا جاسکتا کہ حقیقت مین بھی لفظ اللہ مین دو لام ہین یعنے
اصل مین یہ لفظ الالٰہ ہے پس بقاعدہ عربی لام اول کو لام ثانی مین
بعد حذف الف کے ادغام کردیا ہے فائدہ جو تی کہ رسم الخط عربی مین
طویل یعنے دراز لکھی جاتی ہے مانند تاے جمع وغیرہ کے جیسے کائنات
صفات ذات ہیہات مافات وغیرہ کے تے اسکے چار سیکڑے تاریخ
مین لیے جائینگے اور تاے تانیث اسمی و تاے مصدری وغیرہ کے
پانچ آحاد لینا چاہیے کیونکہ ایسی تے کو رسم الخط عربی مین مدور یعنے
گرد لکھتے ہین بشکل ہا پس جو ہے کے عدد ہوتے ہین وہی عدد اس تے
کے بھی لینا چاہیے چنانچہ یہی وجہ ہے کہ الف مقصورہ کی بھی جو لفظ ادنیٰ

ادنکے موسیٰ عیسیٰ مصطفےٰ مرتضیٰ وغیرہ کے آخر مین آتا ہے دس عدد
لیئے جاتے ہین ایک عدد نہین لیا جاتا اسواسطے کہ رسم الخط عربی مین
الف مقصورہ بشکل یاے تحتانی لکھا جاتا ہے پس مورخین محقق مقامات
نے ایسی تے کے پانچ ہی عدد لیئے ہین یعنے اس تے کو ہی قرار دیا ہے
اور محض کتابت کا اعتبار کیا ہے چنانچہ اُستخوبیٔ اول مؤلف جناب میر علی
اوسط رشک مغفور نے کسیکی کتاب موسوم بہداية الشعرا کے ختم کی تاریخ
جو فرمائی ہے ع زغیب یافتم اے رشک مصرع تاریخ ٭ ہدایة الشعرا
جاے حل مصطلحات ٭ تو اسمین تاے مدورہ لفظ ہدایة الشعرا کے پانچ
آحاد لیئے ہین یا منشی مظفر علی اسیر مرحوم نے جو نواب امداد حسین خان بہادر
مغفور مخاطب بامین الدولہ وزیر اعظم امجد علی شاہ بادشاہ لکھنو کے کسی
مرض سے صحت پانے کی تاریخ کہی ہے چنانچہ اونکے دیوان فارسی مین
موجود ہے اللہم احفظ من البلیّۃ ۱۲۶۳ھ اسمین بہی تاے بلیّۃ کے پانچ آحاد
لیئے ہین یا منشی امیر احمد صاحب امیر تخلص سلمہ اللہ تعالے ارشد تلامذہ
اسیر مرحوم نے جو اپنے دیوان کا نام تاریخی مرآۃ الغیب رکھا ہے اسمین
بھی تاے مرآۃ کے پانچ ہی عدد لیے ہین یا منشی سید اسمعیل حسین منیر
مرحوم شاگرد رشک مغفور نے جو دیوان موسوم اعلی حضرت قدر قدرت خداوند نعمت
نواب محمد کلب علیخان صاحب بہادر دام اقبالہم والی ریاست رامپور کا

اسم تاریخی دُرّۃ الانتخاب رکھا ہے اسمین بھی تا ے دُرّہ کے پانچ ہی
عدد لیے ہین یا مؤلف رسالہ ہذا نے جو اسم تاریخی رسالہ ہذا کے اغاز تالیف
کا مادۃ التاریخ رکھا ہے اسمین بھی لفظ مادۃ کے تے کے پانچ احاد لیے
ہین اور بڑے دلیل تو اس تے لینے تا ے مدوّرہ کے ہی قرار دینے کے
مؤلف کے پاس یہ ہی کہ صاحب مقامات نے جو مقامۂ بست و ہشتم مین
خطبہ صنعت مہملہ یعنی غیر منقوطہ مین لکھا ہے اوسمین اسطرح کی تا مین بہت
سی آگئی ہین کہ وہ سب ہا قرار دیجاتی ہین چنانچہ اوس خطبہ کی عبارت
کسیقدر موافق ضرورت کے اس مختصر مین بھی لکھی جاتی ہے اور وہ یہ ہے

قال الحمد لله الممدوح الاسماء المحمود الآلاء الواسع العطاء المدعو لحسم
اللاواء مالك الامم ومصور الرمم ومكرم اهل السماح والكرم ومهلك عاد
وارم ادرك كل سرّ علمه ووسع كل مصر حلمه وعم كل عالم طوله وهدّ كل مارد
حوله احمده حمد موحد مسلم وادعوه دعاء مؤمل مسلم وهو الله لا اله الا هو الوا احد
الاحد العادل الصمد لا ولد له ولا والد ولا ردء معه ولا مساعد ارسل محمدا
للاسلام ممهّدا وللملة موطّدا ولادلة الرسل موكدا وللاحمر والاسود مسددا
وصل الارحام وعلّم الاحكام ووسم الحلال والحرام ورسم الاحلال والاحرام
اكرم الله محله وكمّل الصلوة والسلام له تنبیہ
اکثر مورخین نے چار سیکڑے بھی تا ے مدورہ کی تاریخ مین لیے ہین چنانچہ

مولوی فائق مرحوم صاحب کتاب مخزن الفوائد نے جو تاریخ بنائے
مسجد بجھور کی جسکے بانی نواب زین العابدین خان بہادر مغفور تھے
کہی ہے ؎ فائق دوگانہ کردہ بمحراب اوادا ٭ تاریخ گفت خضر
کہ قد قامت الصلوۃ ٭ تاے صلوۃ کے چار سو لئے ہین یا ابہی
کتاب مخزن الفوائد کا جو نام تاریخی خزینۃ الاصول رکھا ہے اسمین
بہی تاے خزینۃ کے چار سو لیے ہین یا جیسے مولوی عبد الباسط
مرحوم امیٹھوی نے کہ لغایت الٰہی بہت بڑے مورخ تھے اپنے جدہ
جدّہ کی وفات کی تاریخ فرمائی ہے ؎ گفت امر خدائش با جناب
اسکن انت وزوجک الجنۃ ٭ تاے جنۃ کے چار سیکڑے لئے ہین
یہ امر مولف ہیچمدان کی راے ناقص مین مخدوش ہے اور پایہ اعتبار
سے ساقط کیونکہ یہ تے صورتاً ہی ہے اور ہے ہونا ایسی تے کا بدلائل
و براہین اپنے مقام پر ثابت ہو چکا ہے پس تاے مدورہ کے چار سو
لینا کیونکر جائز ہوگا ہان چار سو لینا اوسوقت جائز ہو سکتا کہ جب
کوئی اس امر کو بدلائل باطل کردے کہ کتابت حروف کو تاریخ مین
کچھ دخل نہین اور رسم الخط کا بھی ابطال کرے تو یہ محال ہے کہ ابطال ان
ان دونون امرون کا ہو نہین سکتا اور یہ دلیل اسپر لانا کہ اکثر لوگون نے
ایسی تے کے چار سو لئے ہین اور اوسکے نظائر گذرانا نا مسموع محض

کیونکہ خلاف قاعدہ وقرار داد اہل فن جو امر کسی سے وقوع مین آئیگا وہ
کیونکر سنا جائیگا گو کثرت سے ہو چنانچہ قول مؤلف ہیچمدان کا موید
یہ مقولہ صاحب تذکرہ خزانۂ عامرہ میر غلام علی آزاد بلگرامی مرحوم کا
بھی ہے کہ وہ تذکرہ خزانۂ عامرہ مین اک مقام پر لکھتے ہین کہ تاریخ
مرزا قطب الدین مائل یعنی جعل جنّتہ مثواہ نقصانے دارد کہ مورخ آن
یعنی محمد عاکف از تاے جنتہ کہ آنرا در املاے عربی بشکل ہا مینویسند
چہار صد گرفتہ حال آنکہ پنج باید گرفت زیرا کہ معتبر نزد اہل جمل صورت
کتابت باشد نہ تلفظ منقول از تذکرہ خزانۂ عامرہ صفحہ ۳۰ ۳۴ مطبوعہ
مطبع منشی نولکشور تنبیہ سُنا گیا ہے کہ مولوی امام بخش صہبائی
مرحوم دہلوی نے تاریخ مین تاے مدورہ مذکورہ کے چار سیکڑے اور
پانچ آحاد لینے کے جھگڑے مین اک محاکمہ فرمایا ہے یعنی قول فیصل
لکھا ہے اور وہ یہ ہے کہ تاے مدورہ موقوفہ کی تو پانچ آحاد لیے جائین
اور موصول کے چار سیکڑے مثلاً برب الکعبہ کی تے کے تو پانچ
آحاد لئے جائین اور کعبۃ اللہ کی تے کے چار سیکڑے مولف ہیچمدان
کہتا ہے کہ واہ واہ سبحان اللہ کیا خوب فیصلہ کیا ہے جسنے قاعدہ
تاریخ ہی کو برہم کر دیا یعنے صورت کتابت کو کچھ دخل ہے تاریخ مین
نہ رہا محض تلفظ پر کہ جسکا مطلق اعتبار تاریخ مین نہین ہے

داروماار رکھا گیا یعنے برب الکعبہ مین جو درحالت وقف ہے ملفوظ
ہوتی ہے اوسکے پانچ لیے جائین اور کعبۃ اللہ مین درحالت وصل
جوتے ملفوظ ہوتی ہے اوسکے چار سو اس فیصلہ کو اونکے معتقدین ہے
تسلیم فرمائین تو فرمائین دوسرا کیونکر مان لے کہ قاعدۂ تاریخ ہی مٹا جاتا
ہے فقط فائدہ الف وصل کا عبارت فارسی مین جہان لکھا جائیگا
تاریخ مین اوسکا ایک عدد لیا جائیگا اور جہان باعتبار محذوف ہونے
کے کتابت مین نہ آئیگا کوئی عدد اوسکا نہ لیا جائیگا مثلاً لفظ است
کے الف کا بضرورت اعداد لکھنا اور بے ضرورت نہ لکھنا دونون طرح
جائز ہے فائدہ الف مقصورہ جو آخر الفاظ عربیّہ مین آتا ہے جیسے
عیسیٰ موسیٰ معنیٰ مصطفیٰ مرتضیٰ وغیرہ مین اسکی تاریخ مین دس
عدد لیے جائینگے کہ کتابت اسکی بصورت یاے تحتانی مقرر کی گئی ہے
چنانچہ رشک مغفور نے مرزا مغل غافل ذاکر سید الشہداء کے انتقال
کی تاریخ مین لفظ مصطفیٰ کے الف مقصورہ کے دس عدد لیے ہین
ع ذاکر سبط مصطفیٰ ہی ہی ۱۲۶۵ھ + فائدہ الف ممدودہ کا جو اول الفاظ
مین آتا ہے تاریخ مین ایک عدد لیا جائیگا اسلیے کہ کتابت اسکی ایک
الف کے ساتھ ہے مثلاً لفظ آحاد کے ۱۴- اور لفظ آزاد کے ۱۲- عدد
لیے جائینگے فائدہ ہاے مختفیہ جو الفاظ فارسی مین آتے ہی مانند آ

بیان حرکت وغیرہ کے جہان کتابت مین آئیگی اوسکے پانچ عدد لیے
جائینگے اور جہان نہ لکھے جائینگے کوئی عدد اوسکا نہ لیا جائیگا مثلاً
کاف بیانیہ یعنی لفظ کہ جب علیحدہ لکھا جائیگا یعنے دوسرے لفظ سے
نملیگا تو پچیس عدد اوسکے لیے جائینگے کاف کے بیس ہا کے پانچ
یا جیسے شیخ ناسخ مغفور کی اِس تاریخ مین ع افسوس کہ موت نے
گھسیٹا ؛ اور جب کسی اور لفظ سے ملجائیگا جیسے لفظ کزکہ اسمین فقط
کاف کے بیس عدد لیے جائینگے اور ہا کے پانچ عدد نہ لیئے جائینگے
فائدہ ہمزہ جو خط منحنی سے عبارت ہے اوسکا کوئی عدد تاریخ مین
نہین لیا جاتا اسلیے کہ یہ کوئی حرف حروف تہجی مین سے نہین ہے
تنبیہ کسی نے انشاے مادھورام کی تالیف کی تاریخ جو کہی ہے
ہاتفے گفت سال تاریخش ؛ کہ زہے منشاآت مادھورام اسمین لفظ
منشاآت کے ہمزہ کا بھی ایک عدد لے لیا ہے یا کسی نے اس تاریخ
مین کہ نواب ضیاء الدین احمد خان مرحوم رئیس دہلی کی تاریخ ہے
رباعی دردا کہ ضیاء دین احمد بربست ؛ رخت سفر از جہان کہ جائے
سفر است ؛ از طاق وز ایوان وز بزم وجلسا ؛ بگسستہ برحمت
الٰہی پیوست ؛ ضیاء دین احمد کے ہمزہ کا بھی ایک عدد لے لیا ہی
یعنے مادہ تاریخ ضیاء دین احمد ہے بس بشرطیکہ اس فقرہ کے ہمزہ

اضافت کا بھی ایک عدد لے لیا جائے تو ۹۰۲۹ ہوتے ہین پس ان اعداد مین سے لفظ طاق و ایوان و بزم و مجلسا کے عدد کہ ۲۱۳۰ ہوئے تھے پہلے مورخ نے نکال ڈالے تو ۶۰۸ - باقی رہے بعد اوسکے تاریخ کے پورا کرنے کے لئے رحمت الٰہی کے عدد کہ ۹۴۶۰ ہوتے ہین اونمین داخل کردیے تو ۱۳۰۲ ہجری ہوگئے ا... سنین مورخ کو مقصود تھے اور یہ تاریخ مورخ نے صنعت لتعمیہ باتخرجہ و لتعمیہ باتدخلہ دونون مین کہی ہے - پس مؤلف ہیچمدان کے نزدیک ہمزہ کا ایک عدد لینا کسیطرح صحیح نہوگا غلط بلکہ اغلط ہے کہ مورخین ثقات نے کبھی ہمزہ کا کوئے عدد تاریخ مین نہین لیا قاعدہ وہ یائے معروف جبر ہمزہ لیعنے خط منحنی لکھ دیتے ہین عربی کے ہو خواہ فارسی کے خواہ ہندی کے اوسکے بیس عدد لیئے جائینگے اسلیئے کہ جب کسرہ ماقبل اوسکا اشباع پائیگا وہ دوسری یا ہو جائیگا اور کتابت بھی اوس یا کی دو یاؤن سے چاہیئے ہے جیسے لفظ پائی - ہوائی - خدائی - رہائی - آئی - پائی - بنائی - دکھائی گئی گئی ہوئی وغیرہ کے یائے معروف کے بیس عدد لیئے جائینگے چنانچہ شیخ ناسخ مرحوم نے کسے کے شادی کدخدائی کی تاریخ فرمائی ہے اور اوسمین لفظ کدخدائی کے یائے معروف کے بیس عدد لیئے ہین

س ه رقم سال کردم بدست حنائی ؛ ہمایون و مسعود شد کدخدائی ؛

سنہ ۱۲۵۱ھ

یا منشی منظفر علی اسیر مرحوم نے نواب یوسف علیخان بہادر مغفور والی
ریاست رامپور کے غسل صحت کی تاریخ مین لفظ گئے اور پائے کے
یاے معروف کے بیس عدد لیئے ہین۔ ع دعائے خلق دوا ہوگئی
شفا پائی ؛ یا مؤلف نے نواب مرزا خان داغ دہلوی کے طبع
دیوان اول کی تاریخ میں [illegible] آئے کے بیس عدد لیئے ہین۔ ع
بہر گلزار داغ آئی آج ؛ اور یاے مجہول کے عدد خواہ اوس پر ہمزہ
لکھا جاے خواہ نہ لکھا جائے دس عدد لیئے جائینگے جیسے لفظ جائے
خدائی۔ صفائی۔ آئی۔ پائی۔ لائی۔ کے یائے مجہول کے عدد
دس لیئے جائینگے خواہ یہ سب الفاظ بروزن فاع و فعول پڑھے
جائین خواہ بروزن فعلن و فعولن آئین اور کتابت بھی اس
یا کی ایک یا سے چاہیئے ہی اور لفظ کیجئے دیجئے اور دیکے
جیسے لیئے کیئے گئے نئے کے یائے مجہول کے بیس عدد لیئے جائینگے
اسواسطے کہ یہ بولی بھی مکرر جاتی ہے اور کتابت مین بھی مکرر آتی ہی
فائدہ حروف مقطعات کے اعداد باعتبار اونکے زبر کے لیئے جائینگے
یعنے حسبطرح لکھنے مین آتے ہین مثلاً حمعسق کے ح کے ۸ م کے ۴۰ ع
کے ۷۰ س کے ۶۰ ق کے ۱۰۰ لیئے جائینگے بینات ان حروف کی
تاریخ مین نہ محسوب ہونگے ہان اگر بینات کے اعداد لینے کا اشعار

کردیا جائیگا تو اوسوقت وہ بھی محسوب کیے جائینگے - فائدہ لفظ رئیس وسبیس و آئین و آئینہ وغیرہ کے یا کے بیش عدد تاریخ مین لیے جائینگے کہ یہ یا حقیقتاً بھی مکرر ہے اور کتابتاً بھی چنانچہ اس تاریخ مین جناب میر علی اوسط رشک مغفور نے لفظ رئیس مین دو یائین لی ہین ؎ ہاتف بگفت مصرع تاریخ رحلتش ؛ بودہ رئیس سید و سردار افسران ؛ یا جیسے مؤلف نے خلعت مسند نشینی ولی النعمی نواب محمد کلب علیخان صاحب بہادر دام اقبالہم کے ملکہ انگلستان کی طرف سے آنے کی جشن جو کی تاریخ کہی ہے اوسمین لفظ آئین کی دو یائین لی ہین ؎ کہکے یہ تاریخ بہر پیشکش لا یا جلال ؛ آج رشک جشن جم بزم طرب آئین ہوئی ؛ اور یہان لفظ ہوئی مین بھی دو یائین مؤلف نے لی ہین کہ یہ وہی یاے معروف ہے جسپر ہمزہ لکھ دیتے ہین یا آپنے اس تاریخ مین آئینہ معشوق سخن کہ دیوان حضرت موجد رامپوری شاگرد مومن خان دہلوی کی ترتیب کی ہے لفظ آئینہ مین دو یائین لی ہین - فائدہ لفظ نبیین و وصیین وغیرہ مین یک یا کے عدد تاریخ مین لیے جائینگے کہ ان الفاظ کے رسم الخط مین مکتوبی ایک ہے یا ہوتی ہے چنانچہ خاتم النبیین کے ۱۱۸۴ اور سید الوصیین کے ۲۶۱ - عدد تاریخ مین لینا چاہیے فائدہ مصرع تاریخ کی موزونیت کے لیے جو مؤرخ زیادہ مادہ تاریخ سے کچھ الفاظ

لے آتا ہے مانند کاف بیانیہ وگفت وگفتا ونوشت ونوشتہ وبگو و
بخوان وغیرہ کے یا ہندی مین مانند کہہ اور پڑھ اور بولا اور کہا اور
لکھا وغیرہ کے یا مثل لفظ فلک ملک ہاتف سروش دل طبع
عقل خرد تخلص مؤرخ وغیرہ کے پس اونکے عدد مادۂ تاریخ
مین محسوب ہونگے چنانچہ ان تاریخون مین شیخ ناسخ مرحوم کے صرف
اسی قبیل کے الفاظ موزونیت مصرع تاریخ کے واسطے آگئے ہین
اور مادہ تاریخ مین اونکے اعداد محسوب نہین ہین ع ولہ سال
تاریخ جشنش بگو ؛ کہ این کتخدائی ہمایون بواد ؛ ولہ سال تاریخ
پئے رحلت شاہِ عالم ؛ گفت دل زیر زمین بادشہ کشور ہند ؛ ۱۲۲۱ھ
ع سال تاریخ عروسی ناسخ ؛ کہ خدا شد مرزا ایم بنوشت ؛ ۱۲۳۱ھ
ع پئے سال ہمایون جلوسش ؛ بگو ناسخ کہ ظل اللہ گردید ؛ ۱۲۳۴ھ
ع پئے سال ولادت طبع ناسخ ؛ بگفتا کوکبِ برج شرافت ؛ ۱۲۳۴ھ
ع تاریخ اس ضریح کی مطلوب جب ہوئی ؛ بولی ملک ضریح قبول ۱۲۴۵ھ
امام ہے ؛ فائدہ یہ جو مشہور ہے کہ واقعہ شادی کی تاریخ
مین ایک عدد کا بڑھا دینا اور واقعہ غم کی تاریخ مین ایک عدد کا کم
کر دینا جائز ہے محض غلط مشہور ہے جن صاحبون نے یہ مشہور کیا ہی
اونکو سند اسکی مورخین ثقات کی تاریخون سے دینا چاہیئے۔

فائدہ وہ سنین متعارف کہ جنمین تاریخ لکھی جاتی ہے یہ ہین ۱- سنہ
ہجری اور وہ زمانہ ہجرت جناب رسالتمآب صلعم سے مراد ہین
یعنے مکہ معظمہ زاد اللہ شرفاً سے حضرت کا ہجرت فرمانا اور مدینہ
منورہ تشریف لانا اور یہ سن مجوزہ خلیفہ ثانی کے ہین اور اب ۱۳۰۲
ہین ۲- سنہ فصلی کہ وہ سنہ ہجری سے ۹ سال کے فاصلہ کے
بعد تجویز کیئے گئے ہین اور زمانہ اکبر سے تجویز ہوے ہین اور وہ اب
۱۲۹۳ ہین- ۳- سنہ مہدوی ہین اور وہ زمانہ غیبت امام مہدی
آخر الزمان ع سے لیے جاتے ہین اور بعضون نے زمانہ ولادت باسعادت
بھی لیا ہے اور وہ اب ۱۰۴۶ ہین ۴- سنہ عیسوی
ہین اور اونھین کو مسیحی بھی کہتے ہین اور وہ زمانہ غیبت
حضرت عیسیٰ ع سے مراد ہین اور اب ۱۸۸۵- ہین ۵- سنہ
موسوی اور وہ بحساب کتب تواریخ زمانہ غرق
فرعون سے لیئے جاتے ہین اور تا زمانہ حضرت عیسیٰ علیہ
وہی مروج رہی اور اب ۱۴۱۲ ہین ۶- سنہ
سنبت بکرماجیت ہین کہ
وہ اب ۱۹۴۲ ہین
فقط

ایضاً

جلال نامور نے یہ رسالہ ایسا لکھا ہے ۔ کہ جس سے مادۂ تاریخ کہہ لینیکا حاصل ہو
قواعد جتنے ہیں تاریخ گوئی کا سب اسمیں ہیں ۔ نہ لکھا تھا کسی نے یوں تشریح و بسط اس فن کو
یہ نسخہ نسخۂ اکسیر [illegible] کی مس کا ۔ طلا و سیم کی کیا اسکے آگے اصل مشتاقو
دم فکر سنین طبع بولی طبع عاصی کو ۔ بجا ہی مادۂ تاریخ کا تاریخ یہ کہہ دو [illegible]

ایضاً

حضرت ضامن علی کے نسخۂ مطبوع کا ۔ جھپکی ظاہر ہونے کا ہر چار سو چرچا ہوا
عیسوی تاریخ عمدہ ہاتھ آئی یہ جمال ۔ طرفہ قانون بس یہی ہے تاریخ گوئی کا ہے آج سنہ ١٨٨٥ء

از نتائج افکار سخنور معنی شناس سید ذاکر حسین صاحب ضیا شاگرد مولف رسالۂ ہذا

نسخۂ بے مثل استادم نوشت ۔ نقطہ نقطہ شاہد علم و کمال
سال طبعش یاس در منقوطہ گفت ۔ فن تاریخ این رقم کردہ جلال سنہ ١٣٠١ھ

از نتائج افکار گہربار شاعر بلاغت انتمای جناب منشی دہنپت رای صاحب محقق لکھنوی مختار بہرک… فیض آثار نواب وحید الدولہ عضد الملک مرزا مہدی حسین خان بہادر اسد جنگ دام اقبالہ

خوش طبع شد رسالۂ ضامن علی جلال ۔ کو شاعریست غیرت خاقانی و حزین
گفتم محقق از پی توضیح سال طبع ۔ مطلوب سود مند و مفید مورخین سنہ ١٣٠١ھ

اشتہار

بمجوائے قانون ایکٹ ۲۵ ۱۸۶۷ء اس رسالہ
کی رجسٹری کرائی گئی ہے کوئی اہل مطابع یا خریدار
بلا اجازت مؤلف قصد چھاپنے کا نفرمائین ورنہ بعوض نفع
نقصان اوٹھائینگے

اطلاع

جو کتاب میر محمد مہدی صاحب مہدی تخلص کے دستخط یا مہر مہتمم سے خالی ہو مال مسروقہ ہے اوسکی خریداری سے اجتناب لازم ہے جسقدر جلدین مطلوب ہون شہر لکھنؤ محلہ منصور نگر متصل کاظمین سے قیمت بنام میر محمد مہدی صاحب یا بنام میر محمد نظیر صاحب خلف مؤلف مہتمم کتاب ہذا ارسال فرمائین کتاب فوراً مرسل خدمت ہوگی۔

کتب نو مطبوعہ

مفید الشعرا۔ ۴/
کرشمہ گاہ سخن دیوان دوم ۔ ۱۲/
شاہد شوخ طبع دیوان اول عہ/

بقلم دیدیال کاتب

قیمت فی جلد ۸/ مع محصول ڈاک